السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جس عمارت میں میری رہائش ایک شخص رہتا ہے جو کبھی داڑھی رکھ لیتا ہے کبھی مونڈ دیتا ہے ،جھوٹ بولتا ہے ، والدین کی نافرمانی کرتا ہے اور دین اسلام کو برا بھلا کہتا ہے ، حقیقت یہ ہے کہ اس میں منافقوں کی بہت سے علامتیں موجود ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے ایک بار اس نے میری موجودگی میں دس منٹ میں سات آٹھ بار دین کو گالی دی ۔ کیا ایسے شخص کو سلام کیا جاسکتا ہے حالانکہ میرے دل میں اس سے شدید نفرت ہے ؟ اگر وہ سلام کرے تو کیا میں جواب دوں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دین اسلام کو گالی دینا (نعوذ باللہ) صریح کفر ہے ۔ جیسے کہ قرآن مجید اور اجماع امت سے ثابت ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

(أَبِاللَّهِ وَءايـٰتِهِ وَرَسولِهِ كُنتُم تَستَهزِءونَ لا تَعتَذِروا قَد كَفَرتُم بَعدَ إيمـٰنِكُم (التوبۃ۹/۶۵، ۶۶

’’کیا تم اللہ ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے ؟ معذرت نہ کرو ، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوچکے ہو ۔‘‘

اس مفہوم کی اور بھی آیت کریمہ موجود ہیں ۔ اسے نصیحت کرنا اور اس برائی سے روکنا ضروری ہے ۔ اگر وہ نصیحت قبول کرلے تو الحمد للہ، ورنہ ایسے شخص کو سلام کرنا بالکل جائز نہیں ۔ اگر وہ سلام کرے تو جواب نہ دیا جائے ، اس کی دعوت قبول نہ کی جائے ۔ اس کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے حتیٰ کہ وہ توبہ کرلے یا مسلمان حاکم اسے سزائے موت دے دے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(مَن بَدَّلَ دِینَہُ فَاقْتُلُوہُ) (صحیح بخاری ، مسند احمد ۱/۲، ۵/ ۲۳۱، سنن ترمذی ، سنن ابی داود ، سنن النسائی ابن ماجہ)

[1]اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی کتاب ’’صحیح ‘‘میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ بلاشبہ مسلمان کہلانے والا شخص جب دین کو گالی دے تو ،’’جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کردو ‘‘ اس نے اپنا دین بدل لیا ۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ

اللجنۃ الدائمۃ ۔ رکن : عبداللہ بن قعود ، عبداللہ بن غدیان ، نائب صدر : عبدالرزاق عفیفی ، صدر عبدالعزیز بن باز

---

[1]صحیح بخاری ، کتاب الجہاد والسیر ، ب : ۱۴۹ ح ۳۰۱۷، سنن ابی داؤد کتاب الحدود ' باب الحکم فیمن ارتد ح ۴۳۵۱ ۔ جامع ترمذی ح ۱۴۵۸

۱۴۵۸

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ

جلددوم -صفحہ 16

محدث فتویٰ